انسانی وقار اور سماجی ہم آہنگی: اصلاح کے لیے نبوی نمونہ

Human Dignity and Social Cohesion: A Prophetic Paradigm for Reform

Razia Sultana
D Scholar, Department Islamic Studies.-Ph
National College of Business Administration & Economics Sub Campus Multan.
Razia.sultana2480@gmail.com
Allah Ditta
PhD Scholar, Department Islamic Studies. GIFT University Gujranwala.
Aajiz334@gmail.com

Abstract

In a society grappling with rising intolerance, fractured relationships, and declining ethical values, the need to restore human dignity, self-respect, and social harmony has become more critical than ever. This paper explores the vital role of parents and teachers in cultivating these values by presenting themselves as living models of empathy, justice, and moral uprightness. Rather than relying solely on verbal instructions, today's children and youth require real-life examples that reflect compassion, fairness, and self-discipline.The Seerah of the Prophet Muhammad ﷺ offers a timeless blueprint for reform through personal character. The Prophet not only preached about dignity and harmony but exemplified them in his behavior with family, followers, and even adversaries. His approach to societal transformation was through the hearts—winning respect by respecting others, promoting forgiveness, and standing firm for truth with humility. These values must be revived in our homes and schools if we are to nurture a generation that values both individual integrity and communal peace.The paper argues that in the Pakistani context, where ego clashes, social divisions, and disregard for others are increasingly normalized, it is imperative to foster a culture of mutual respect rooted in Islamic ethical teachings. By internalizing the prophetic model of reform—through action before words—parents and educators can lay the foundation for a more just, harmonious, and morally sound society.

Keywords: Human Dignity, Prophetic Model, Social Harmony, Role of Parents and Teachers, Islamic Ethics

بڑتی ہوئی عدم برداشت، ٹوٹے ہوئے رشتوں اور گرتی ہوئی اخلاقی اقدار سے دوچار معاشرے میں انسانی وقار، عزت نفس اور سماجی ہم آہنگی کو بحال کرنے ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ اہم ہوگئی ہے، یہ مقالہ خود کو ہمدردی انصاف اور اخلاقی راستبازی کے زندہ نمونوں کے طور پر پیش کرتے ہوئے ان اقدار کو فروغ دینے میں والدین اور اساتذہ کے اہم کردار کی کھوج کرتا ہے، صرف زبانی ہدایات پر بھروسہ کرنے کی بجائے آج کے بچوں اور جوانوں کو حقیقی زندگی کی مثالوں کی ضرورت ہوتی ہے جو ہمدردی، انصاف پسندی اور خود نظم وضبط کی عکاسی کرتی ہیں، سیرت نبی ﷺ ذاتی کردار کے ذریعے اصلاح کے لیے ایک لازوال خاکہ پیش کرتی ہے، پیغمبر نے نہ صرف وقار اور ہم آہنگی کی تبلیغ کی بلکہ خاندان، ساتھیوں حتیٰ کہ مخالفین کے ساتھ اپنے رویے میں بھی ان کی مثال دی، سماجی تبدیلی کے لیے ان کا نقطہ نظر دوسروں کا احترام، معافی کو فروغ دینے اور عاجزی کے ساتھ

سچائی کے کیسے ثابت قدم رہنے کے ذریعے دل جیتنے والا احترام تھا، اگر ہم ایک ایسی نسل کو پروان چڑھانا چاہتے ہیں جو انفرادی سالمیت اور فرقہ وارانہ امن دونوں کی قدر کرتی ہو تو ان اقدار کو اپنے گھروں اور سکولوں میں زندہ کرنا ہوگا۔ مقلے کا استدلال ہے کہ پاکستانی تناظر میں جہاں انا کے تصادم، سماجی تقسیم اور دوسروں کے لیے بے توقیری تیزی سے معمول بن رہی ہے، اسلامی اخلاقی تعلیمات میں جڑے باہمی احترام کے کلچر کو فروغ دیناضروری ہے والدین، معلمین الفاظ کے سامنے اصلاحات کے ذریعے عمل کو بنیاد بنا کر زیادہ منصفانہ، ہم آہنگ اور خلاقی طور پر درست معاشرے کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔

معاشرہ کے ہر فرد کے لیے تاریخ عالم میں اگر کسی ہستی کو تلاش کیا جائے جو مشعل راہ ہو، جو امن و سلامتی، عدل و انصاف اور محبت الفت کا پیکر ہو، زندگی کے تمام شعبہ جات میں جس کی حیات مبارکہ کو رہنما کے طور پر پیش کیا جائے تو طویل جدوجہد کے بعد انسانی تاریخ میں صرف ایک ہی ہستی ملے گی جس کی مثال نہ ہی دنیا میں پہلے تھی اور نہ ہی مستقبل میں ان جیسی صفات کسی کو نصیب ہوں گی، اس ہستی کو دنیا محسن انسانیت اور رحمۃ للعلمین کی حیثیت سے جانتی ہے۔ پوری دنیا کے لیے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ مکمل اسوہ حسنہ پیش کرتی ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔[1]

"رسول اللہ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے"۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اسوہ کو کسی مخصوص فرد، گروہ یا قبیلہ کے لیے محدود نہیں کیا بلکہ اس عطا کو پوری دنیا کے لیے عام کر دیا۔ محمد ﷺ عالمی تاریخ کی وہ ہستی ہیں جنہوں نے مظلوم و مجبور و مقہور عوام کو شرفِ انسانیت سے سرفراز فرمایا اور انھیں جہالت کے اندھیروں سے نکال کر تکریم انسانیت، اخلاقی اقدار اور باہمی ہم آہنگی کا تصور دیا۔

تکریم انسانیت قرآن وسنت کی روشنی میں

دنیا میں کوئی معاشرہ ایسا نہیں جہاں تکریم انسانیت کا تصور نہ پایا جاتا ہو۔ انسانی عزت نفس اور تکریم کو اسلامی تعلیمات میں کلیدی حیثیت حاصل ہے تکریمِ انسان کی بدولت ہی کسی قوم یا معاشرے کی بقاء ممکن ہوتی ہے۔ ہر ملک و قوم کی ذمہ داری ہے کہ انسانی جان کی تکریم اور اس کے مال کی حفاظت کی جائے۔ انسانی وقار کے تحفظ کو قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ میں بنیادی اصول کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا-"[2]

[1] ۔ الاحزاب، 33:12

[2] ۔ سورۃ بنی اسرائیل 70:17

" اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے اور خشکی اور دریا میں اسے سوار کیا اور ہم نے انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا کی۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو اس دنیا میں تمام مخلوق پر فضیلت عطا کی ہے۔ اور فضیلت کا معیار تقویٰ ہے۔

تکریم انسانیت کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ حضرت آدم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح پھونکی۔ قرآن میں مذکور ہے کہ:

" فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سٰجِدِيْنَ۔"[3]

" پھر جب میں اسے پورے طور پر بنالوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے لیے سجدہ میں گر پڑنا۔"

انسانی وجود کی قدر و قیمت کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے۔

تکریم کے معنیٰ کسی دوسرے کے ساتھ بہترین رویہ اختیار کرنا، اسے توقیر دینا اور اسے فائدہ پہنچانا۔ امام راغب اصفہانی عزت و اکرام کے یہی معنیٰ لکھتے ہیں:

والاکرام والتکریم: ان یوصل الی الانسان اکرام ای نفع لا یلحقه فیه غضبة او ان یجعل ما یوصل الیه شیا کریما ای شریفا۔[4]

کسی کو اس طرح نفع پہنچانا کہ اس میں اس کی کسی طرح سبکی اور خفت نہ ہو یا جو نفع پہنچایا جائے وہ نہایت باشرف اور اعلیٰ ہو یعنی عزت بزرگی اور شرف تکریم کے معنیٰ ہیں۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے لطف و کرم سے نواز کر اس دنیا میں بھیجا ہے کہ وہ نہ تو اس کے بندوں پر ظلم کرے اور نہ ہی خود پر، بلکہ اچھے کام کرے، اس کے برعکس وعقل و شعور سے عاری انسان فساد برپا کرتا ہے جو وحشی جانوروں کی صفت ہے قرآن مجید میں اللہ کی انسان کو عطاء کردہ عزت و شرف کا واضح طور پر ذکر ملتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔[5] "اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے انسان کو اچھی صورت پر بنایا"

کائنات کی کوئی چیز بھی شکل و صورت کے اعتبار سے انسان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ انسانی جسم کو جس خوبصورتی کے ساتھ تخلیق کیا گیا اس کے بانی کی عمدہ کمال کی لازوال دلیل ہے۔ قرآن نے اس کے عزت و اکرام کے لیے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے:

ولقد کرمنا بنی آدم۔[6] " اور بے شک اولادِ آدم کو ہم نے عزت عطا کی "۔

---

[3]۔ سورۃ ص 72:38

[4]۔ امام راغب اصفہانی۔ مفردات قرآن، ص 707 دار القلم بیروت لبنان 1430ھ

[5]۔ التین 4:94

[6]۔ بنی اسرائیل 70:17

انسان ہونے کے ناطے ہر انسان کی عزت ضروری ہے اور وہ لائق احترام ہے ایک دوسرے کی عزت کی حفاظت کرنا معاشرے کے ہر فرد کے لیے اہم ہے تاکہ اس کی حیثیت کو گزند نہ پہنچے۔ محض دوروں کو عزت دینا اسلام کے تصور تکریم میں نہیں بلکہ دوسروں کے مال و جان کی عزت کو بھی دل سے مانا جائے۔

اخلاقی اقدار اور سیرت نبوی ﷺ

انسان کے رویوں، فکر و عمل کو درست اور غلط میں تمیز دینے کے لیے اخلاقی اقدار ہی اصول کا کام کرتے ہیں۔ فرد کی شخصیت کو نکھارنے کے ساتھ ساتھ یہ اقدار معاشرے کو بھی متوازی اور پر امن بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ مذہب یا ثقافت تک ہی صرف اخلاقیات کا تعلق باقی نہیں رہتا۔ بلکہ تمام انسانوں کو انصاف، نیکی ادب و احترام، عزت و شرف کی طرف رہنمائی کرنے کے لیے یہ عالمگیر اصول ہیں۔ کسی بھی معاشرے کی صحت اور بقا کے لیے اخلاقی اقدار ناگزیر ہیں ان اقدار سے انسانوں کے درمیان محبت اور تعاون کو فروغ ملتا ہے۔ ظلم، ناانصافی، جبر اور بدامنی اس وقت پھیلتی ہے جب معاشرے میں اخلاقیات کمزور پڑ جاتی ہیں۔ گھر، مدرسے اور معاشرتی ہم آہنگی کے ذریعے اخلاقی اقدار کی تربیت دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے دور میں دنیا کو معاشی یا سیاسی بحران کا سامنا نہیں ہے بلکہ تہذیبی بحران کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اگرچہ انسانی تاریخ کا مستقل مسئلہ تہذیبی کشمکش رہی ہے مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق اس مسئلہ کے حل کے لیے اللہ نے اپنے نبی اور رسول بھیجے۔ ارشاد ربانی ہے: اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا و من الناس ان اللہ سمیع بصیر۔[7]

جیسے ہی نبی کریم کی آمد کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا تو اس کشمکش اور بحران میں آپ ﷺ نے امت کی رہنمائی فرمائی۔ انسانی معاشرے کی بنیاد اخلاقی اقدار ہیں نبی کریم کی سیرت مبارکہ کے ذریعے مکمل کیا ہے اخلاقیات کا عملی نمونہ آپ کی زندگی کے ہر پہلو سے عیاں ہے جسے قرآن نے "خلق عظیم" سے عبارت کیا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کا نجات دہندہ اور احسان کرنے والا بنا کر بھیجا، آپ کی زندگی سے معاملات و عبادات، تبلیغ اور جہاد، جہاں تک کہ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں راہ نمائی نہ ملتی ہو، حضور ﷺ کا سرمایا کل اور ذرائع آپ کے اخلاق ہی تھے، حضرت خدیجہ نے پہلی وحی کے عظیم واقعے کی تصدیق کرتے ہوئے جس کی گواہی دی، جس سرمائے سے آپ رحمۃ للعالمین کہلائے۔ آپ نے انسانیت کو اسی سرمائے سے عزت اور منزلت کی راہ پر گامزن کیا۔ ایمان اور اخلاق کو قرآن میں باہمی ربط سے موسوم کیا گیا ہے، اخلاق کی تعمیر ایمان کے بغیر ناممکن ہے، ایمان کی بدولت ہی اعلیٰ اخلاقی کردار کی تشکیل ہوتی ہے، ایمان کے بغیر

[7]۔ ال عمران، 110:3

اخلاقی اقدار کی کوئی حیثیت نہیں ہے، لہذا ایمانیات کے لیے فرد کے اعلیٰ کردار کی اہمیت بہت زیادہ ہے، نظریات اور عقائد کا معاشرے کو مثالی بنانے کے لیے ان کا ہونا بہت ضروری ہے، تمام انبیاء نے اپنی قوم کو اسی لیے نظریہ اور عقیدہ کی تعلیم دی تھی، جب حضرت لقمان نے اپنے فرزند / رعایا کو آداب حکمت سیکھائے تھے تو پہلا ادب ان میں یہ تھا کہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرانا، بے شک سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔[8]

اصول مساوات اور عدم تفریق

کسی بھی معاشرے کی صحت اور مستحکم ہونے کے لیے اخلاقی اقدار کی بہت ضرورت ہے، انسانوں کے درمیان یہ اقدار محبت، تعاون اور اعتماد کو فروغ دیتی ہیں۔ اخلاقیات جب معاشرے میں کمزور پڑھ جاتی ہیں تو ظلم ناانصافی اور بدامنی حد سے بڑھنے لگتی ہے۔گھر، مدرسے اور معاشرے کے ذریعے اخلاقی اقدار کی تربیت کی جاتی ہے۔ جس سے انسان معاشرے کا مفید شہری اور نیک انسان بن سکتا ہے۔ اخلاقی پہلو یہ ہے ایک الگ نظریہ کا علمبردار ہونے کی وجہ سے اسلام میں آفاقیت، عالمگیریت اور انسانیت کا پہلو شروع پایا جاتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ[9]

"اے لوگو! تمھیں ہم نے ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور بنایا ہے، تم کو گروہ اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

یہ آیت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو برابر قرار دیا ہے۔کہ تمام انسانوں کی اصل ایک ہے رنگ، نسل، قبیلے اور خاندان کی تفریق انحراف تعارف کا ذریعہ ہے نہ کہ برتری اور فخر کا۔ اللہ کے نزدیک معیار کا مقام صرف تقویٰ ہے۔رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: "لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنائے گئے تھے، کسی عربی کو عجمی پر، کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔[10]

اس حدیث میں نبی ﷺ نے تمام انسانوں کو یکساں قرار دیا ہے۔ عربی، عجمی، کالے اور گورے کی تفریق کو باطل قرار دیا ہے۔

اسلام میں قانون کی نظر میں سب برابر ہیں خواہ وہ کسی بھی قبیلے یا خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔

[8] - سورت لقمان، 13:31

[9]۔ سورہ الحجرات 13:49

[10]۔ مسند احمد: 22978، صحیح

کلام اللہ سے عزت و احترام اور اخلاقی کردار کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ کہ تہذیب اسلامی میں باوجود مختلف قبائل اور اقوام کے نظریہ واحد اور عمدہ اخلاقی اقدار پر فخر کیا جائے گا، تاریخِ اسلامی اس بات کی شاہد ہے کہ ہر طرح کے اور ہر دور میں باوجود مختلف اقوام کے تعلق کے علماء، فقہا، سلطنت امراء اور اعلیٰ عہدہ داروں نے عمدہ اخلاقی کردار کا علم بلند کیا اور نظریہ وحدت و احترام کو پیش کیا۔ اسلام اور اسلامی اخلاقی و تہذیبی روایات کو دنیا میں مقبولیت انہی اعلیٰ اسلامی تہذیبی روائیت سے ہوئی، جس سے معاشرے میں ہم آہنگی کی فضا پیدا ہوئی۔ اسلام کے تہذیبی نظام کو اگر دوسرے پہلو سے دیکھا جائے کہ یہ ایسے نظریہ کا حامل ہے جس میں رنگ، نسل، زبان، ثقافت، قوم اور قبیلے کی بنا پر تقسیم و تفریق کا کوئی قانون نہیں بلکہ اسلام ادب و حترام کی ایک وجہ مختلف حیثیتیں قرار دیتا ہے، آج اس امر کی ضرورت ہے کہ عصرِ حاضر میں مسلمان معاشرے میں ان اخلاقی اقدار کو مروج کیا جائے جو پروان چڑھتی ہوئی عصبیتوں کا راستہ روک سکیں ان میں تعاون، عدل و انصاف، اور احترام انسانیت کا پہلو موجود ہے۔ معاشرتی اصلاح اور ترقی کے خواب کو اسلام کی ان اعلیٰ اخلاقی روایات سے ہی شرمندہ تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اخلاقی روایات ہی مہذب اقوام کے ہاں قانون کا درجہ رکھتی ہیں اخلاقیات کا ایک پہلو یہ ہے کہ معاشرے میں لوگوں کو اس طرح تربیت دی جائے کہ لوگ اپنے رویوں کا اظہار جذبات اور ہنگامی حالات کے مطابق کرنے کی بجائے واقعات اور معاملات کی تہ تک پہنچیں اور تحقیق کو یقینی بنائیں۔

اخلاقی اقدار اور عزت نفس

اعلیٰ اخلاقی اقدار کی وجہ سے ہی تکریم انسانیت ممکن ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں ہم آہنگی جنم لیتی ہے اس لیے احترام پر مبنی اور مثبت رویوں کو فروغ دے کر ایسی روایات کی نفی کی جائے جن کی وجہ سے معاشرے میں تعصب، نفرت، تذلیل و تحقیر کے پیدا ہونے خدشات ہوں اسلام کی اخلاقی تعلیمات اس حوالے سے واضح طور پر موجود ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ-[11]

"اے ایمان والو! ایک قوم دوسری قوم سے مذاق نہ کرے ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔"

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ-[12]

"آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو۔"

[11] ۔سورۃ الحجرات 11:49

[12] ۔سورۃ الحجرات 11:49

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ-[13]

"اور ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ پکارو، ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدہ کرنا بہت بری بات ہے اور جو لوگ اس کام سے باز نہ آئیں وہ ظالم ہیں۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ-[14]

"اے ایمان والو! بہت سے گمان سے بچو کہ بعض گمان گناہ ہیں۔"

وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ-[15]

"اور ٹوہ نہ لگاؤ اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔"

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا۔[16]

"رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو عاجزی سے چلتے ہیں۔"

وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا-[17]

"اور جب ان سے جاہل لوگ بات کریں تو کہتے ہیں سلام ہے۔"

معاشرتی ہم آہنگی اور عزت نفس

معاشرے کی بقاء اور استحکام کے لیے امن وامان ناگزیر ہوتا ہے، پوری دنیا آج بدامنی خلفشار وانتشار کا شکار ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں سکون کا نام تک نہیں اس کی واحد وجہ تکریم انسانیت اور معاشرتی ہم آہنگی کا فقدان ہے معاشرے کی بنیادی اکائی خاندان ہے، یہ بات اظہر من الشمش ہے کہ انسان اجتماعیت اور معاشرت ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مختلف عناصر کو اللہ نے انسان کے اندر اکٹھا کر دیا ہے اسی لیے یہ مل کے رہنا پسند کرتا ہے۔ انسان ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شامل ہوتا ہے۔ دوسروں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھتا ہے۔ اور اپنے لیے آزمائش قرار دیتا ہے۔ معاشرے اور خاندان کے تمام افراد باہم محبت و الفت رکھتے ہیں۔ کسی معاشرے کی فوزوفلاح کا راز معاشرتی ہم آہنگی اور تکریمِ انسانیت میں ہی مضمر ہے۔ اسی لیے معاشرہ اور

---

[13]۔ سورۃ الحجرات 11:49

[14]۔ سورۃ الحجرات 12:49

[15]۔ سورۃ الحجرات 13:49

[16]۔ سورۃ الفرقان 63:25

[17] - سورۃ الفرقان 63:25

خاندان تعاون اور ہمدردی کا ایک دوسرے سے سلوک روا رکھتے ہوئے ایک دوسرے کے تحفظ کو اپنا شعار قرار دیتے ہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے:

"وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔"[18]

"اور آپس میں نیک کام اور پرہیز گاری پر مدد کرو اور گناہ اور ظلم پر مدد نہ کرو۔"

حضرت عبد اللہ بن عمر کی روائت کے مطابق کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((کلکم راع، ومسؤل عن رعیتہ))[19]

"تم میں سے ہر ایک شخص نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہو گی۔"

معاشرے میں خاندان کی اکائی تنہا مثبت کردار ادا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک، میل جول اور حقوق کی ادائیگی پر ہدایات دی ہیں مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خاص کر محبت و عزت کا عنصر رکھا ہے۔ تعلیمات قرآنی اور اسوہ رسول ﷺ نے معاشرے کو خلفشار و انتشار سے بچانے کے لیے اور اسے وام بخشنے کے لیے باہمی عزت و وقار، حقوق و فرائض کا ایک سلسلہ رکھا ہے جن پر عمل کر کے انفرادیت پسندی اور عدم اعتماد کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ خاندان کی حیثیت تقاضہ کرتی ہے کہ ایک ایسی مضبوط و مستحکم اکائی قائم کی جائے اسلام جس کا علمبردار ہو۔

والدین کا کردار اور تکریم انسانیت

والدین کا کردار انسانی معاشرے کی تعمیر و ترقی میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ بچوں کے لیے پہلی درسگاہ والدین ہی ہیں جو انہیں تکریم انسانیت، عزت نفس اور سماجی ہم آہنگی کا درس دیتے ہیں۔ ان کا طرزِ عمل، ماحول اور رویہ بچے کی ابتدائی سوچ اور سیکھنے کے انداز کو متاثر کرتا ہے، بچے کا ذہن ایک خالی سلیٹ کی مانند ہوتا ہے جس پر والدین اخلاقی اقدار کی بنیاد رکھتے ہیں والدین کے مقام کو اسلام میں انتہائی اعلیٰ قرار دیا گیا ہے۔ والدین کی ذمہ داریوں میں اولاد کی اخلاقی اور سماجی تربیت کرنا شامل ہے۔ جیسا کہ تکریم انسانیت کہ مفہوم میں ہے کہ انسانی عزت اور وقار کو محفوظ رکھا جائے۔ والدین اپنے بچوں کو یہ سیکھاتے ہیں کہ خواہ کوئی کسی بھی مذہب، نسل یا طبقے سے تعلق رکھتا ہو دوسروں کے حقوق کا احترام کریں۔ بقول ڈاکٹر محمد عبدہ: "والدین کی ذمہ اری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو احترام انسانیت کا درس دیں تا کہ معاشرے میں وہ امن و محبت کو فروغ دے سکیں۔"[20]

[18]۔ سورۃ المائدہ 2:5

[19]۔ صحیح بخاری

[20]۔ تربیۃ اولاد فی الاسلام، ج: 1، ص 45

بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا والدین کا اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ وہ دنیا میں باعزت زندگی گزار سکیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ-"

" اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔"[21]

یعنی صرف دنیاوی نظریہ سے اولاد کی تربیت نہ کی جائے بلکہ اس خیال کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیے کہ اخروی جوابدہی اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگر کسی متقی انسان کو اپنے کیے جنت اور حصولِ سعادت کی فکر ہو تو اسے چاہیے کہ جیسے اس نے خود سیکھا ویسے ہی اپنے گھر والوں کے ساتھ ساتھ تمام خاندان کو نیکیوں کا راستہ، تقویٰ اور اعمال صالحہ سیکھائے۔ تاکہ اپنے گھر والوں، رشتہ داروں کو نارِ جہنم سے بچائے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((ما نحل والد ولدا من نحل افضل من ادب حسن))[22]

ترجمہ: "اپنے کسی بیٹے کو کوئی باپ کوئی تحفہ اچھے آداب سیکھانے سے بہتر نہیں دے سکتا۔"

یہ حقیقت واضح ہے کہ خاندان میں نسلِ نو کی سیرت و کردار اور تعمیر شخصیت ہوتی ہے۔ ان کی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو نکھارنے اور بلندیوں تک پہنچانے میں والدین بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

والدین کا کردار اور عزت نفس کی تعمیر

انسان کی شخصیت کا اہم حصہ عزت نفس ہے۔ عزت نفس انسان کو معاشرے میں خود اعتمادی اور مثبت سوچ فراہم کرتی ہے۔ اگر کسی کی عزت نفس مجروع ہو جائے تو اس کی شخصیت پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ اور وہ معاشرے میں اپنے آپ کو کمتر سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ بچوں کی حوصلہ افزائی اگر والدین کریں ان کی غلطیوں کو اول نظر انداز کریں یا تنقید کی بجائے تعمیری مشاورت کا رویہ رکھیں۔ کسی دوسرے کے سامنے بچوں کو نہ ڈانٹیں نہ ہی تذلیل کریں۔ ایسا کرنے سے بچے میں خود اعتمادی کا فقدان پیدا ہو جاتا ہے اور وہ کوئی کام بھی دل جمعی سے نہیں کر سکتا۔ مثبت رویے کردار پر اچھا اثر ڈالتے ہیں، جس سے بچے اپنے آپ کو قابل سمجھ کر آگے بڑھنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر سپوک:

[21]۔ سورۃ التحریم 6:66

[22]۔ سنن ترمذی، ح:1952

"اس وقت بچوں کی عزتِ نفس پرواں چڑھتی ہے جب والدین ان کی کوششوں کو سراہتے ہیں، اور ان کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ قابل ہیں۔" [23]

والدین کو بھی اسلامی نقطہ نظر سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنی اولاد کے ساتھ وہ بھی محبت اور نرمی سے پیش آئیں۔ رسول اللہ نے فرمایا: "اپنی اولاد کو عزت دو اور انہیں اچھے آداب سکھائیں" [24]

والدین کی تربیت اور سماجی ہم آہنگی

معاشرے کے تمام افراد جب مل جل کر رہیں اور باوجود اختلاف کے ایک دوسرے کا احترام کریں تو سماجی ہم آہنگی کہلاتا ہے۔ گھر میں اگر والدین رواداری اور صبر و تحمل کی فضا قائم کریں تو بچے بھی معاشرے میں امن کے سفیر بن کے اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ مولانا وحید الدین خان کے مطابق: "معاشرے کی تشکیل گھر کی تربیت ہی کرتی ہے۔ والدین اگر اپنے بچوں کو دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کا درس دیں تو پورا معاشرہ پر امن بن سکتا ہے۔"

نیز والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کو وہ عزت نفس، تکریم انسانیت اور سماجی ہم آہنگی کی اہمیت سے آگاہ کریں معاشرے میں یہی تربیت مثبت تبدیلی لانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ قرآن و حدیث اور جدید علوم میں جیسا کہ واضح کیا گیا ہے۔ نہ صرف گھر تک والدین کا کردار محدود ہے بلکہ وہ تمام معاشرے کی تعمیر و ترقی کے معمار ہیں۔

تکریم انسانیت اور اساتذہ کا کردار

اساتذہ تکریم انسانیت اور سماجی ہم آہنگی کے بنیادی ستون ہیں تعلیمی میدان تک ان کا کردار محدود نہیں بلکہ اخلاقی اور روحانی تربیت تک بھی پھیلا ہوا ہے۔ اسی لیے استاد کو "معمار قوم" کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ نسلِ نو کی تعمیر سازی کرتے ہیں۔ وہ صرف کتاب سازی تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ طلبہ میں اخلاقی اقدار، خود اعتمادی اور سماجی شعور بھی پیدا کرتے ہیں طلبہ کی عزتِ نفس کی حفاظت کرنا اساتذہ کی ذمہ داری ہے، اگر طالب علم کو تحقیر و تذلیل کا سامنا ہو تو اس کی عزتِ نفس مجروح ہو جاتی ہے۔ جس کا اثر پورے معاشرے پر پڑتا ہے۔ ایک اچھے استاد کی شخصیت ہمیشہ نرم گفتار، حوصلہ افزائی اور انصاف پسندی کا مجموعہ ہوتی ہے۔ بقول علامہ محمد اقبال:

"استاد در اصل قوم کے محافظ ہیں کیونکہ آنے والی نسلوں کو سنوارنا انہیں ملک و قوم کی خدمت کے قابل بنانا انہی کا کام ہے۔"

---

23 - The common sense book of baby and child care, p :112

24۔ سنن ابن ماجہ کتاب الاداب، ح: 3671

طلبہ کی صلاحیتوں کو ایک استاد ہی اچھی طرح پہچان سکتا ہے۔ اور اس کے مطابق مواقع فراہم کرتا ہے۔ ان کی عزتِ نفس کو وہ نہ صرف بڑھاتا ہے بلکہ معاشرے کا انہیں کارآمد فرد بنانے میں ان کی مدد بھی کرتا ہے۔ نبی آخر الزماں کا طریقہ تدریس بھی یہی تھا۔ کہ آپ ہمیشہ شفقت و محبت سے سیکھاتے تھے۔ کبھی کسی کو رسوا نہیں کرتے تھے۔ جدید تعلیمی نظریہ کے مطابق :

"مقصدِ تعلیم صرف ڈگری دینا نہیں بلکہ خود شناشی اور خود اعتمادی پیدا کرنا ہے۔"[25]

استاد ہی کی بدولت نہ صرف علم کی شمع روشن ہوتی ہے بلکہ طلبہ کے دلوں میں عزت، وقار خود داری، انسانیت اور معاشرتی ہم آہنگی کے جذبات بھی پیدا ہوتے ہیں۔

شخصیت سازی بطور روحانی والدین

اساتذہ نہ صرف علم کی مالا پہناتے ہیں بلکہ ان کی شخصیت کو نکھارنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ایک اچھا استاد بچے میں سیکھنے کی تمنا کو بیدار کرتا ہے اخلاقی اقدار کو پروان چڑھاتا ہے اور سوالات کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ طلبہ کے لیے اساتذہ روحانی والدین کا درجہ رکھتے ہیں۔ طالبعلموں کی بنیادیں اساتذہ کی تعلیم و تربیت سے مضبوط ہو جاتی ہیں۔ امام غزالی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔: "استاد کی حیثیت روحانی باپ جیسی ہے جیسے جسمانی باپ جسم کی پرورش کرتا ہے ایسے ہی روحانی باپ روح کی پرورش کرتا ہے۔"

اساتذہ اور والدین کا باہمی تعلق

اس وقت تعلیمی کامیابی ممکن ہوتی ہے جب والدین اور اساتذہ ایک دوسرے سے باہم رابطہ رکھیں وقتاً فوقتاً میٹنگز، بچوں کی نصابی اور غیر نصابی کارکردگی پر تبادلہ خیال اور مل کر رہنمائی کرنا بچے کے لیے مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اعلیٰ اخلاقی کردار کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں میں والدین اور اساتذہ کی سیرت و کردار پر خصوصی توجہ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اساتذہ اور والدین اگر دونوں اپنے اپنے کردار کو سمجھ کر اور مل کر کام کریں تو بچوں کی تعلیمی اور اخلاقی کامیابی ایک خواب نہیں رہے گا بلکہ حقیقت بن جائے گی۔ ایسا ماحول بچوں کو فراہم کرنا جہاں سیکھنا باعث مسرت ہو۔

آج کے دور میں جہاں نفرتیں جنم لے رہیں محبت کے رشتے ٹوٹ کے ختم ہو رہے ہیں کوئی کسی کی بات کو اہمیت نہیں دیتا تو ہمیں چاہیے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں ہر انسان کی عزت و آبرو کو تحفظ دیا جائے جو ایمان کا تقاضہ ہے مزید ہمیں دوسروں کی تذلیل سے گریز کرنا چاہیے اور لوگوں کے ساتھ احترام اور نرمی سے پیش آئیں طعنہ زنی، گالی گلوچ اور بد کلامی سے اجتناب

[25]۔ پاکستان میں تعلیمی بحران، ج:2، ص56

کریں اپنی ذات کو بھی حقیر نہ جانیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تکریم انسانیت، عزت نفس اور اخلاقی اقدار پر پورا اترنے کی توفیق دے۔ آمین۔